بحث مزارات اولیاء اللہ پر گنبد بنانا

مسلمان دوطرح کے ہیں ایک تو عام مومنین ۔دوسرے علماء مشائخ اولیاء جن کی تعظیم وتو قیر درحقیقت اسلام کی تعظیم ہے۔عامۃ المسلمین کی قبروں کو پختہ بنانا، یاان پرقبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے اس لئے منع ہے۔ہاں اس پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہنا تا کہ اس کا نشان نہ مٹ جائے، فاتحہ وغیرہ پڑھی جاسکے، جائز ہے۔اورعلماء مشائخ عظام اولیاءاللہ جن کے مزارات پرخلقت کا ہجوم رہتا ہےلوگ وہاں بیٹھ کرقرآن خوانی وفاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں ان کے آسائش اورصاحب قبر کی اظہارعظمت کے لئے اس کے آس پاس سائے کے لئے قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز بلکہ سنت صحابہ سے ثابت ہےاورجن عوام مومنین کی قبریں پختہ بنانا یاان پرقبہ بنانا منع ہے اگران کی قبریں پختہ بن گئی ہوں توان کوگرانا حرام ہے۔پہلے مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے آخر کے دومسئلوں میں اختلاف۔اس لئے ہم اس بحث کے دوباب کرتے ہیں۔پہلے باب میں تو اس کا ثبوت،دوسرے باب میں مخالفین کے اعتراضات اوران کے جوابات۔

پہلا باب

مزارات اولیاء اللہ پر عمارت کا ثبوت

اس جگہ تین امور ہیں: ایک تو خود قبر کو پختہ کرنا۔دوسرے قبر ولی کو قدر سنت یعنی ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا۔تیسرے قبر کے آس پاس عمارت بنا دینا۔پھر قبر کو پختہ کرنے کی دوصورتیں ہیں:ایک تو قبر کا اندرونی حصہ جومیت سے ملا ہوا ہے۔اس کو پختہ بنانا۔دوسرے قبر کا بیرونی حصہ جو کہ اوپرنظر آتا ہے اس کو پختہ کرنا۔

قبر کے اندرونی حصہ کو پختہ اینٹ سے پختہ کرنا، وہاں لکڑی لگانا منع ہے ۔ہاں اگر وہاں پتھر یا سیمنٹ لگایا جاوے تو جائز ہے کیونکہ لکڑی اور اینٹ میں آگ کا اثر ہے۔قبر کا بیرونی حصہ پختہ بنانا، عامۃ المسلمین کے لئے منع ہے اورخاص علماء ومشائخ کے لئے جائز ہے۔

قبر کا تعویز ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے اوراگرآس پاس چبوترہ اونچا کر کے اس پرتعویز بقدر ایک ہاتھ کیا تو جائز ہے۔

قبر کے آس پاس یا قبر کے قریب کوئی عمارت بنانا عامۃ المسلمین کی قبروں پر تو منع ہے اورفقہاء وعلماء کی قبروں پر جائز۔دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱): مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابوداؤد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا اور فرمایا:

اعلم بھا قبر اخی و ادفن الیہ من مات من اھلی o

ترجمہ: ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔

(۲): بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر o میں تعلیقاً ہے حضرت خارجہ فرماتے ہیں: ہم زمانہ عثمان میں تھے۔

ان اشدنا وثبۃ الذی یثب قبر عثمان ابن مظعون حتیٰ یجاوزہ o

ترجمہ: ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔

مشکوٰۃ کی روایت سے معلوم ہوا کہ عثمان ابن مظعون کی قبر کے سرہانے پتھر تھا اور بخاری کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود قبر عثمان کا تعویز اس پتھر کا تھا اور دونوں روایات اس طرح جمع ہوسکتی ہیں۔ کہ مشکوٰۃ میں جو آیا کہ قبر کے سرہانے پر پتھر لگایا اس کے معنی یہ نہیں کہ قبر سے علیحدہ سر کے قریب کھڑا کر دیا بلکہ یہ ہے کہ خود قبر میں ہی سر کی طرف اس کو لگایا یا مطلب یہ کہ ساری اس پتھر کی تھی مگر سرہانے کا ذکر کیا۔ ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان قائم رکھنے کے لئے قبر کچھ اونچی کر دی جاوے یا پتھر وغیرہ سے پختہ کر دی جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔ اس سے پہلے دو مسئلے حل ہوگئے۔ نیز فقہاء فرماتے ہیں کہا اگر کوئی زمین نرم ہو اور لوہے یا لکڑی کے صندوق میں میت رکھ کر دفن کرنا پڑے تو اس کے اندرونی حصہ میں چاروں طرف مٹی سے کہگل کر دو (دیکھو شامی اور عالمگیری وغیرہ باب الدفن لمیت) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر کو اندر سے کچا ہونا چاہیئے۔ دو مسائل ثابت ہوئے۔

(۳): مشائخ کرام، اولیاء عظام، علماء کرام کے مزارات کے اردگرد یا ان کے قریب میں کوئی عمارت بنانا جائز ہے۔ اس کا ثبوت قرآن کریم اور صحابہ کرام وعامۃ المسلمین کے عمل اور علماء کے اقوال سے ہے۔ قرآن کریم نے اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے کہا: قال الذین غلبوا علٰی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا o (کہف:۲۱)"
وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے کہ ہم تو ان اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے" روح البیان میں اسی آیت میں بنیانا کی تفسیر میں فرمایا دیوارے کہ از چشم مردم پوشیدہ شوند یعنی لا یعلم احد تربتھم و تکون محفوظۃ

من تطرق الناس کما حفظت تربة رسول اللہ بالحظیرة یعنی انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے اور ان کے مزارات لوگوں کے جانے سے محفوظ ہو جاویں جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے" مگر یہ بات نامنظور ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔مسجدا کی تفسیر،روح البیان میں ہے:

یصلی فیه المسلمون و یتبر کون بمکانهمo

ترجمہ: لوگ اس میں نماز پڑھیں اور ان سے برکت لیں۔

قرآن کریم نے ان لوگوں کی دو باتوں کا ذکر فرمایا ایک تو اصحاب کہف کے گرد قبہ اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا، دوسرے ان کے قریب مسجد بنانا اور کسی بات کا انکار نہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں فعل جب بھی جائز تھے اور اب بھی جائز ہیں۔جیسا کہ کتب اصول سے ثابت ہے کہ:شرائع قبلنا یلزمنا حضور سید عالم ﷺ کو حضرت صدیقہ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔اگر یہ ناجائز تھا تو پہلے صحابہ کرام اس کو گرا دیتے، پھر دفن کرتے۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار کھچا دی۔پھر ولید ابن عبدالمالک کے زمانہ میں سیدنا عبداللہ ابن زبیر نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا اور اس میں پتھر لگوائے چنانچہ خلاصة الوفا باخبار دار المصطفی مصنفہ سید سمہودی دسویں فصل فیما یتعلق بالحجرة المنیفة صفحہ ۱۹۶ میں ہے:

عن عمرو بن دینار عبیداللہ ابن ابی زید قالا لم یکم علیٰ عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم حائط فکان اول من بنی علیه جدارا عمر ابن الخطاب ، قال عبیداللہ ابن ابی زید کان جدارا قصیرا ثم بناه عبد اللہ ابن الزبیر الخ وقال الحسن البصری کنت ادخل بیوت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وانا غلام مراهق و انال السقف بیدی و کان لکل بیت حجرة و کانت حجره من الکعسة من سعیر مربوطة فی خشب عرعرةo

ترجمہ وہی جو کہ اوپر بیان ہو چکا۔

بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ماجآء فی قبر النبی و ابی بکر و عمر o میں ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید ابن عبدالملک کے زمانہ میں روضہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دیوار گر گئی تو اخذوا فی بنائهo صحابہ کرام اس کے بنانے میں مشغول ہوئے۔

فبدت لهم قدم ففزعوا و ظنوا انها قدم النبی علیه السلام حتّٰی قال لهم عروة لا واللّٰه ماهی قدم النبی علیه السلام ما هی الا قدم عمرo

ترجمہ: ایک قدم ظاہر ہوگیا تو لوگ گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم پاک ہے۔حضرت عروہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم نہیں ہے۔ یہ حضرت فاروق کا قدم ہے۔

جذب القلوب الی دیار المحبوب میں شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ ۵۵۰ھ جمال الدین اصفہانی نے علماء کرام کی موجودگی میں صندل کی لکڑی کی جالی اس دیوار کے آس پاس بنائی اور ۵۵۷ھ میں بعض عیسائی، عابدوں کی شکل میں مدینہ منورہ آئے اور سرنگ لگا کر نعش مبارک کو زمین سے نکالنا چاہا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین بار بادشاہ (نورالدین زنگی) کو خواب میں فرمایا۔لہٰذا بادشاہ نے ان کو قتل کرایا اور روضہ کے آس پاس پانی تک بنیاد کھود کر سیسہ لگا کر اس کو بھر دیا پھر ۶۷۸ھ میں سلطان قلاؤں صالحی نے یہ گنبد سبز جواب تک موجود ہے، بنوایا۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ روضہ مطہرہ صحابہ کرام نے بنوایا تھا اگر کوئی کہے کہ یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے تو کہا جاوے گا کہ اس روضہ میں حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دفن ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی دفن ہوں گے لہٰذا یہ خصوصیت نہ رہی۔ بخاری جلد اول کتاب الجنائز اور مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت میں ہے کہ حضرت امام حسن ابن حسن علی رضی اللہ عنہم کا انتقال ہوگیا۔

ضربت امراته القبة علٰی قبرہٖ سنةo

ترجمہ: تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔

یہ بھی صحابہ کرام کے زمانہ میں سب کی موجودگی میں ہوا کسی نے انکار نہ کیا۔ نیز ان کی بیوی ایک سال تک وہاں رہیں۔ پھر گھر واپس آئیں جیسا کہ اسی حدیث میں ہے۔اس سے بزرگوں کی قبروں پر مجاوروں کا بیٹھنا بھی ثابت ہوا۔

یہاں تک تو قرآن وحدیث سے ثابت ہوا۔اب فقہاء محدثین اور مفسرین کے اقوال ملاحظہ ہوں:

روح البیان جلد۳ زیر آیت انما یعمر مسجداللّٰه من اٰمن باللّٰهo (توبہ:۱۸) میں ہے:

فبناء القباب علٰی قبور العلمآء و الاولیاء والصلحآء امر جائز اذا کان القصد بذٰلك التعظیم فی اعین العامة حتّٰی لا یحتقروا صاحب هٰذا القبرo

ترجمہ: علماء اور اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارات بنانا جائز کام ہے جبکہ اس سے مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہوتا کہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب دفن المیت میں ہے:

قد اباح السلف البناء علیٰ قبور المشائخ و العلمآء المشهورين ليزورهم الناس ويستر يحوا بالجلوس ٥

ترجمہ: پہلے علماء نے مشائخ اور علماء کی قبروں پر عمارات بنانا جائز فرمایا تا کہ ان کی لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں: رحمۃ اللہ علیہ

در آخر زمان بجهت اقتصار نظر عوام برظاهر مصلحت در تعمير وترويج مشاهد ومقابر مشائخ وعظماء ديده چيز ها افزودندتا آنجا هيبت وشوكت اهل اسلام واهل صلاح پيدا آيد خصوصاً درديار هند كه اعدائے دين از هنود كفار بسيار اند وترويج وعلاء شان ايں مقامات باعث رعب وانقياء دايشان است وبسيارا عمال و افعال واوضاح كے در زمان سلف از مكروهات بوده اندر آخر زمان از مستحسنات گشته۔

ترجمہ: آخر زمان میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے۔ لہٰذا مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارات بنانے میں مصلحت دیکھ کر زیادتی کر دی تا کہ مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو، خاص کر ہندوستان میں کہ یہاں ہندو اور کفار بہت سے دشمنان دین ہیں ان مقامات کی اعلاء شان کفار کے رعب اور اطاعت کا ذریعہ ہے اور بہت سے کام پہلے مکروہ تھے اور آخر زمانہ میں مستحب ہو گئے۔

شامی جلد اول باب الدفن میں ہے:

وقيل لايكره البناء اذا كان الميت من المشائخ و العلماء و السادات٥

ترجمہ: کہ اگر میت مشائخ اور علماء اور سادات کرام میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارات بنانا مکروہ نہیں ہے۔

درمختار میں اسی باب الدفن میں ہے:

لا یرفع علیه بناء وقیل لا باس بہٖ وھو المختار٥

ترجمہ: قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور کہا گیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہی قول پسندیدہ ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ شامی اور درمختار نے عمارت کے جواز کو قیل سے بیان کیا۔ اس لیے یہ قول ضعیف ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ فقہ میں قیل علامات ضعف نہیں اور بعض جگہ ایک مسئلہ میں دو قول بیان کرتے ہیں اور دونوں قیل سے۔ ہاں منطق میں قیل علامت ضعف ہے۔ قیل کی مکمل بحث اذان قبر کے بیان میں دیکھو۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۳۳۵ میں ہے:

وقد اعتاد اھل المصر وضع الاحجار حفظا للقبور عن الاندراس والنبش ولا باس بہٖ و فی الدرر ولا یجصص ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لا باس بہٖ وھو المختار٥

ترجمہ: مصر کے لوگ قبروں پر پتھر رکھنے کے عادی ہیں تاکہ وہ مٹنے اکھڑنے سے محفوظ رہیں اور قبر کو گچ نہ کی جاوے نہ کہگل کی جاوے نہ اس پر عمارت بنائی جاوے اور کہا گیا ہے کہ جائز ہے اور یہ ہی مختار ہے۔

میزان کبریٰ آخر جلد اول کتاب الجنائز میں امام شعرانی فرماتے ہیں:

ومن ذٰلك قول الائمة ان القبر لایبنٰی ولا یجصص مع قول ابی حنفیة یجوز ذٰلك قال الاول مشدد والثانی مخفف٥

ترجمہ: اس سے ہے دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر نہ عمارت بنائی جاوے اور نہ اس کو گچ کی جاوے باوجود یکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ یہ سب جائز ہے۔ پس پہلے قول میں سختی ہے اور دوسرے میں آسانی۔

اب تو تر جسٹری ہوگئی کہ خود امام مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مل گیا کہ قبر پر قبہ وغیرہ دینا جائز ہے۔ الحمدللہ قرآن وحدیث اور فقہی عبارات بلکہ خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پاک سے ثابت ہو گیا کہ اولیاء وعلماء کی قبور پر گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے۔ عقل بھی چاہتی ہے کہ یہ جائز ہو چند وجوہ سے: اولاً تو یہ دیکھا گیا ہے کہ عام کچی قبروں کا عوام کی نگاہ میں نہ ادب ہوتا ہے نہ احترام اور نہ زیادہ فاتحہ خوانی نہ کچھ اہتمام بلکہ لوگ پاؤں سے ان کو روندتے ہیں۔ اور اگر کسی قبر کو پختہ دیکھتے ہیں غلاف وغیرہ پڑا ہوا پاتے ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے اس سے بچ کر نکلتے ہیں اور خود بخود فاتحہ کو ہاتھ اٹھ جاتا ہے اور مشکوٰۃ باب الدفن میں اور مرقات میں ہے کہ مسلمان کا زندگی اور بعد موت یکساں ادب چاہیے۔ اسی طرح عالمگیری کتاب الکراہیت اور اشعۃ اللمعات باب الدفن میں ہے کہ والدین

کی قبر کو چومنا جائز ہے۔اسی طرح فقہاء فرماتے ہیں کہ قبر سے اتنی دور بیٹھے جتنی دور کہ صاحب قبر کی زندگی میں اس سے بیٹھتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ میت کا احترام بقدر زندگی کے احترام کے ہے اور اولیاء اللہ تو زندگی میں واجب التعظیم تھے۔لہٰذا بعد موت بھی اور قبر کی عمارت اس تعظیم کا ذریعہ ہے کم از کم مستحب ہے دوسرے اس لئے کہ جس طرح تمام عمارات میں سرکاری عمارتیں یا کہ مساجد ممتاز رہتی ہیں کہ ان کو پہچان کر لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔علماء کو چاہیے کہ اپنی وضع قطع لباس صورت اہل علم کا سا رکھیں تا کہ لوگ ان کو پہچان کر مسائل دریافت کریں۔اسی طرح چاہیے کہ علماء و مشائخ کی قبور عام قبروں سے ممتاز ہیں۔تا کہ لوگ پہچان کر ان سے فیض لیں۔تیسرے اس لئے کہ مقابر اولیاء اللہ شعائر اللہ ہیں جیسا کہ ہم اس سے پہلے تفسیر روح البیان کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں اور شعائر اللہ کا ادب ضروری ہے،قرآن سے ثابت ہے لہٰذا قبروں کا ادب چاہیے۔ادب کے ہر ملک اور ہر زمانہ میں علیحدہ طریقے ہوتے ہیں جو طریقہ بھی ادب کا خلاف اسلام نہ ہو وہ جائز ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ پاک میں قرآن پاک ہڈیوں اور چمڑے پر لکھا جاتا تھا۔مسجد نبوی کچی تھی اور چھت میں کھجور کے پتے تھے جو بارش میں ٹپکتی تھی۔مگر بعد کے زمانہ میں مسجد نبوی نہایت شاندار روضہ رسول اللہ ﷺ بہت اہتمام سے بنائے گئے اور قرآن کو اچھے کاغذ پر چھاپا گیا۔

درمختار کتاب الکراہیت فصل فی البیع میں ہے:

وجاز تحلیة المصحف لما فیه من تعظیمه کما فی نقش المسجدo

اس کے ماتحت شامی میں ہے:

ای بالذهب و الفضةo

''یعنی قرآن کریم کو چاندی سونے سے آراستہ کرنا جائز ہے کیونکہ اس میں ان کی تعظیم ہے۔جیسا کہ مسجد کو نقشین کرنا۔''

اسی طرح صحابہ کرام کے زمانہ میں حکم تھا کہ قرآن کو آیات اور رکوع اور اعراب سے خالی رکھو لیکن اس زمانہ کے بعد چونکہ ضرورت درپیش ہوئی۔یہ تمام کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے۔شامی میں اس جگہ ہے:

وما روی عن ابن مسعود جردوا القراٰن کان فی زمنهم و کم من شی یختلف باختلاف الزمان و المکانo

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن کو اعراب وغیرہ سے خالی رکھو یہ اس زمانہ میں تھا

اور بہت سی چیزیں زمانہ اور جگہ بدلنے سے بدل جاتی ہیں۔

اس مقام پر شامی میں ہے کہ قرآن کو چھوٹا کر کے نہ چھاپو یعنی حمائل نہ بناؤ بلکہ اس کا قلم موٹا ہو۔ حرف کشادہ ہوں تقطیع بڑی ہو یہ سارے احکام کیوں ہیں؟ صرف قرآن کی عظمت کے لئے۔ اسی طرح یہ بھی ہے۔ اول زمانہ میں تعظیم قرآن واذاں و اقامت پر اجرت لینا حرام تھا۔ حدیث وفقہ میں موجود ہے مگر بعد کو ضرورۃ جائز کیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں خود زندہ لوگوں کو پختہ مکان بنانے کی ممانعت تھی ایک صحابی نے پختہ مکان بنوایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہوئے یہاں تک کہ ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔ جب اس کو گرادیا تب جواب سلام دیا (دیکھو مشکوٰۃ کتاب الرقاق فصل ثانی) اسی مشکوٰۃ کتاب الرقاق میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اذا لم یبارك للعبد فی مالہٖ جعلہٗ فی المآء و الطین٥

ترجمہ: جب بندے کے مال میں بے برکتی ہوتی ہے تو اس کو اینٹ گارے میں خرچ کرتا ہے۔

لیکن ان احکام کے باوجود عام مسلمانوں نے بعد میں پختہ مکان بھی بنائے اور مسجدیں بھی۔ تعجب ہے کہ جو حضرات اولیاء اللہ کی قبروں کے پختہ کرنے یا ان پر قبہ بنانے کو حرام کہتے ہیں وہ اپنے مکان کیوں عمدہ اور پختہ بناتے ہیں۔ افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض٥ (بقرۃ:۸۵) کیا بعض حدیثوں پر ایمان ہے اور بعض کا انکار۔ اللہ سمجھ دے۔ چوتھے اس لئے کہ اولیاء اللہ کے مقابر کا پختہ ہونا، ان پر عمارات قائم ہونا، تبلیغ اسلام کا ذریعہ ہے۔ اجمیر شریف وغیرہ میں دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں سے زیادہ وہاں ہندو اور دیگر کفار زیارت کو جاتے ہیں بہت سے ہندوؤں اور رافضیوں کو میں نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی دھوم دھام دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔

ہندوستان میں اب کفار مسلمانوں کے ان اوقاف پر قبضہ کر رہے ہیں جن میں کوئی علامت نہ ہو۔ بہت سی مسجدیں، خانقاہیں، قبرستان بےنشان ہو کر ان کے قبضے میں پہنچ گئے اگر قبرستان کی ساری قبریں کچی ہوں تو وہ کچھ دن میں گر گر کر برابر ہو جاتی ہیں اور سادہ زمین پر کفار قبضہ جما لیتے ہیں لہٰذا اب سخت ضرورت ہے کہ ہر قبرستان میں کچھ قبریں پختہ ہوں تاکہ ان سے اس زمین کا قبرستان ہونا بلکہ اس کے حدود معلوم رہیں۔

میں نے اپنے وطن میں خود دیکھا کہ مسلمانوں کے دو قبرستان بھر چکے تھے ایک میں بجز دو تین قبروں کے ساری قبریں کچھی تھیں۔ دوسرے قبرستان کے کچھ حصہ میں پختہ قبریں بھی تھیں۔ مسلمان فقیروں نے یہ دونوں قبرستان خفیہ طور پر فروخت کر دیے جس پر مقدمہ چلا۔ پہلا قبرستان تو سوائے پختہ قبروں کے مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

کیونکہ حکام نے اسے سفیدہ زمین مانا۔دوسرے قبرستان کا آدھا حصہ جہاں تک پختہ قبریں تھی مسلمانوں کو ملا۔باقی وہ حصہ جس میں ساری قبریں کچی تھیں اورمٹ چکی تھیں،کفار کے پاس پہنچ گیا کیونکہ اس قبرستان کے حدود پختہ قبروں کی حد سے قائم کئے گئے باقی کا بیعنامہ درست مانا گیا۔اس سے مجھے پتا لگا کہ اب ہندوستان میں کچھ قبریں پختہ ضرور بنوانی چاہئیں کیونکہ یہ بقاءوقف کا ذریعہ ہیں جیسے مسجد کے لئے منار۔

ماہ جولائی ۱۹۶۰ء کے اخبارات میں مسلسل یہ خبر شائع ہورہی ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیر سید احمد صاحب بریلوی کی قبر جو بالاکوٹ میں واقع ہے،شکستہ حالت میں ہے۔اس کی مرمت کی جاویگی اوراس پر گنبد وغیرہ تعمیر کیا جاوے گا۔سبحان اللہ سید احمد صاحب جنہوں نے عمر بھر مسلمانوں کی قبریں ڈھائیں،اب خود ان کی قبر پر گنبد بنے گا۔۲۹ جولائی ۱۹۶۰ء کو صدر پاکستان ایوب خان نے قائداعظم کی قبر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔جس میں ایک لاکھ مسلمان شریک تھے اس عمارت پر ۷۵ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔اس تقریب میں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی احتشام الحق نے بھی شرکت کی۔ان کی تقریر راولپنڈی کے جنگ ۱۲اگست ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئی۔آپ نے بہت خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ مبارک ہو بانی انقلاب آج بانی پاکستان کی قبر پر سنگ بنیاد رکھ رہا ہے اب تک پاکستان کی حکومتوں نے اس مبارک کام میں بہت سستی کی تھی۔مسلمانو! یہ ہیں وہ دیوبندی جو اب تک مسلمانوں کی قبریں اکھڑواتے تھے۔جنہوں نے نجدی حکومت کو مبارک باد کے تار دیے تھے کہ اس نے صحابہ واہل بیت کی قبریں اکھیڑ دیں۔آج قائداعظم کی قبر پر گنبد وغیرہ تعمیر ہونے پر مبارک باد دے رہے ہیں۔ان کا کتابی مذہب اور ہے زبانی مذہب اور،عملی مذہب کچھ اور،چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔بہرحال مزار پر گنبد کے دیوبندی بھی قائل ہو گئے۔

دوسرا باب

عمارت قبور پر اعتراضات وجوابات میں

مخالفین کے اس مسئلہ پر صرف دو ہی اعتراض ہیں۔

اول تو یہ کہ مشکوٰۃ باب الدفن میں بروایت مسلم ہے:

نھٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص قبر وان یبنٰی علیہ وان یقعد علیہo

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں پر گچ کی جاوے اور اس سے کہ اس پر عمارت بنائی جاوے اور اس سے کہ اس پر بیٹھا جاوے۔

نیز عام فقہاء فرماتے ہیں کہ یکرہ البناء علی القبور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین کام حرام ہیں۔قبر کو پختہ بنانا، قبر پر عمارت بنانا اور قبر پر مجاور بن کر بیٹھنا۔

جواب: قبر کو پختہ کرنے سے منع ہونے کی تین صورتیں ہیں: ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو میت کی طرف ہے اس کو پختہ کیا جاوے۔اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا: یجصص القبور یہ نہ فرمایا گیا: علی القبور دوسرا یہ کہ عامۃ المسلمین کی قبور پختہ کی جاویں کیونکہ یہ بے فائدے ہے تو معنی یہ ہوئے کہ ہر قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا۔تیسرے یہ کہ قبر کو سجاوٹ، تکلف یا فخر کے لئے پختہ کیا۔یہ تینوں صورتیں منع ہیں اور اگر نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی جاوے تو جائز ہے۔کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنائی۔جیسا کہ پہلے باب میں عرض کیا گیا۔لمعات میں اسی ان یجصص القبور کے ماتحت ہے: لما فیہ من الزینۃ و التکلف کیونکہ اس میں محض سجاوٹ اور تکلف ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر اس لئے نہ ہو تو جائز ہے ان یبنٰی علیہ یعنی قبر پر عمارت بنانا منع فرمایا۔اس کے بھی چند معنی ہیں: اولاً تو یہ کہ خود قبر پر عمارت بنائی جاوے اس طرح کہ قبر دیوار میں شامل ہو جاوے۔

چنانچہ شامی باب الدفن میں ہے:

وتکرہ الزیادۃ علیہ لما فی المسلم نھٰی رسول اللہ علیہ السلام ان یجصص القبر وان یبنٰی علیہo

ترجمہ: قبر کو ایک ہاتھ سے زیادہ اونچا کرنا منع ہے، کیونکہ مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

قبر کو پختہ کرنے اور اس پر کچھ بنانے سے منع فرمایا۔

درمختار اسی باب میں ہے:

وتکرہ الزیادۃ علیہ من التراب لانہٗ بمنزلۃ البناء٥

ترجمہ: قبر پر مٹی زیادہ کرنا منع ہے کیونکہ یہ عمارت بنانے کے درجہ میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر بنانا یہ ہے کہ قبر دیوار میں آجاوے اور گنبد بنانا یہ حول القبر یعنی قبر کے اردگرد بنانا ہے یہ ممنوع نہیں۔ دوسرے یہ کہ حکم عامۃ المسلمین کی قبروں کے لئے ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بنانے کی تفسیر خود دوسری حدیث نے کردی ہے جو کہ مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے:

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علٰی قوم اتخذوا قبور انبیآء ھم مساجد٥

ترجمہ: اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جاوے اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جس نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کو مسجد بنانا اس پر عمارت بنا کر اس طرف نماز پڑھنا حرام ہے۔ یہ ہی اس حدیث سے مراد ہے۔ قبروں پر کیا نہ بناؤ مسجد۔ قبر کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کی عبادت کی جاوے یا کم از کم اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف سجدہ کیا جاوے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ

قال البیضاوی لما کانت الیھود والنصٰرٰی یسجدون لقبور الانبیآء تعظیما لشانھم ویجعلونھا قبلۃ یتوجھون فی الصلوٰۃ نحوھا واتخذوھا اوثانا لعنھم ومنع المسلمون عن مثل ذٰلک٥

ترجمہ: بیضاوی نے فرمایا کہ جبکہ یہود و نصارٰی پیغمبروں کی قبروں کو تعظیما سجدہ کرتے تھے اور اس کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان کی قبور کو انہوں نے بت بنا کر رکھا تھا لہٰذا اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا گیا۔

یہ حدیث معترض کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر ہوگئی۔ معلوم ہوگیا کہ قبہ بنانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ قبر کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا۔ چوتھے یہ کہ یہ ممانعت حکم شرعی نہیں ہے۔ بلکہ زہد و تقویٰ کی تعلیم ہے جیسے کہ پہلے باب میں عرض کر

چکے رہنے کے مکانات کرنے سے بھی روکا گیا۔ بلکہ گرادیے گئے۔ پانچویں یہ کہ جب بنانے والے کا یہ اعتقاد ہو کہ اس عمارت سے میت کو راحت یا فائدہ پہنچتا ہے تو منع ہے کہ یہ غلط خیال ہے اور اگر زائرین کی آسائش کے لئے عمارت بنائی جاوے تو جائز ہے۔

ہم نے یہ توجیہیں اس لئے کیں کہ بہت سے صحابہ کرام نے خاص خاص قبروں پر عمارات بنائی ہیں یہ فعل، سنت صحابہ ہے۔ چنانچہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہما نے حضور الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کے گرد عمارت بنائی۔ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر خوبصورت عمارت بنائی۔ حسن مثنٰی کی بیوی نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ ڈالا جس کو ہم بحوالہ مشکوٰۃ باب البکاء سے نقل کر چکے۔ زوجہ حسن مثنٰی کے اس فعل کے ماتحت ملاعلی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ باب البکاء میں فرماتے ہیں:

الظاهر انهٗ لاجتماع الاحباب للذكر والقراهة وحضور الاصحٰب للدعاء بالمغفرة والرحمة اما حمل فعلها على العبث المكروه فغير لائق لصنيع اهل البيتo

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ قبہ دوستوں اور صحابہ کے جمع ہونے کے لئے تھا تاکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریں اور دعائے مغفرت کریں۔ لیکن ان بی بی کے اس کام کو محض بے فائدہ بنانا جو کہ مکروہ ہے یہ اہل بیت کی شان کے خلاف ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ بلا فائدہ عمارت بنانا منع اور زائرین کے آرام کے لئے جائز ہے۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما کی قبر پر قبہ بنایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر اور حضرت محمد ابن حنیفہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبر پر قبہ بنایا۔ منتقیٰ شرح موطا امام مالک میں ابوعبد سلیمان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وضربه عمر علیٰ قبر زينب بنت جحش وضربته عائشة علٰى قبر اخيها عبدالرحمٰن وضربهٗ محمد ابن الحنفية علٰى قبر ابن عباس وانما كرههٗ لمن ضربهٗ علٰى وجه المسعة والمباهٰةo

ترجمہ: حضرت عمر نے زینب جحش کی قبر پر قبہ بنایا، حضرت عائشہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر قبہ بنایا، محمد ابن حنیفہ (ابن حضرت علی) نے ابن عباس کی قبر پر قبہ بنایا رضی اللہ عنہم اور جس نے قبہ بنانا مکروہ کہا ہے تو اس کے لئے کہا جو کہ اس کو فخر وریا کے لئے بنائے۔

بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۲۰ میں ہے:

روی ان ابن عباس لما مات بالطائف صلی علیه محمد ابن الحنفیة و جعل قبرهٗ مسنما وضرب علیه فسطاطاo

ترجمہ: جبکہ طائف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو ان پر محمد ابن حنفیہ نے نماز پڑھی اور ان کی قبر ڈھلوان بنائی اور قبر پر قبہ بنایا۔

عینی شرح بخاری میں ہے: ضربهٗ محمد ابن الحنفیة علٰی قبر ابن عباس o (محمد بن حنفیہ نے ابن عباس کی قبر پر قبہ بنایا)۔

ان صحابہ کرام نے یہ فعل کئے اور ساری امت روضۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جاتی رہی۔ کسی محدث کسی فقیہ کسی عالم نے اس روضہ پر اعتراض نہ کیا۔ لہٰذا اس حدیث کی وہ ہی توجیہیں کی جاویں کہ ہم نے کیں۔ قبر پر بیٹھنے کے معنی ہیں قبر پر چڑھ کر، یہ منع ہے نہ کہ وہاں مجاور بننا۔ مجاور بننا تو جائز ہے۔ مجاور اسی کو تو کہتے ہیں جو قبر کا انتظام رکھے، کھولنے بند کرنے کی چابی اپنے پاس رکھے وغیرہ وغیرہ۔ یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ مسلمانوں کی ماں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کی منتظمہ اور چابی والی تھیں۔ جب صحابہ کرام کو زیارت کرنی ہوتی تو ان سے ہی کھلوا کر زیارت کرتے۔ دیکھو مشکوٰۃ باب الدفن آج تک روضہ مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مجاور رہتے ہیں کسی نے ان کو ناجائز نہ کہا۔

اعتراض ۲: مشکوٰۃ باب الدفن میں ہے:

وعن ابی هیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثك علٰی ما بعثنی علیه رسول الله علیه اسلام ان لا تدع تمثا لا الا طمستهٗ ولا قبرا مشر فا الا سویتهٗo

ترجمہ: ابو ہیاج اسدی سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تم کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر مٹا دو اور نہ کوئی اونچی قبر مگر اس کو برابر کردو۔

بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں ہے:

ورای ابن عمر فسطاطا علٰی قبر عبدالرحمٰن فقال انزعهٗ یا غلام فانما یظلهٗ عملهٗo

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن کی قبر پر قبہ خیمہ دیکھا پس آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے! اس کو

علیحدہ کر دو کیونکہ ان پرانکے عمل سایہ کر رہے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر کسی قبر پر عمارت بنی ہو یا قبر اونچی ہو تو اس کو گرا دینا چاہیے۔

نوٹ ضروری: اس حدیث کو آڑ بنا کر نجدی وہابیوں نے صحابہ کرام اور اہل بیت کے مزارات کو گرا کر زمین کے ہموار کر دیا۔

جواب: جن قبروں کو گرا دینے کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے وہ کفار کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمین کی۔ اس کی چند وجہ ہیں: اولاً تو یہ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو اس کام کے لئے بھیجتا ہوں جس کے لئے مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیجا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جن قبروں کو حضرت علی نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہوسکتیں۔

کیونکہ ہر صحابی کے دفن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شرکت فرماتے تھے۔ نیز صحابہ کرام کوئی کام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر مشورہ کے نہ کرتے تھے۔ لہٰذا اس وقت جس قدر قبور مسلمین بنیں۔ وہ یا تو حضور کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے۔ تو وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں جو کہ ناجائز بن گئیں اور ان کو مٹانا پڑا۔ ہاں عیسائیوں کی قبور اونچی ہوتی تھیں۔ بخاری شریف صفحہ ۶۱ مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے:

امر النبی علیہ السلام بقبور المشرکین فنبشت o

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھیڑ دی گئیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۱ میں ایک باب باندھا:

ھل ینبش قبور مشرکی الجاھلیۃ o

ترجمہ: کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھیڑ دی جاویں۔

اسی کی شرح میں حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶ میں فرماتے ہیں:

ای دون غیرھا من قبور الانبیآء واتباء عھم لما فی ذٰلک اھانۃ لھم o

ترجمہ: یعنی ماسوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں ان کی اہانت ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

وفی الحدیث جواز تصرف فی المقبرۃ المملوکۃ وجواز نبش قبور الدرسۃ اذالم

یکن محرمۃo

ترجمہ: اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان ملک میں آ گیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھاڑ دی جاویں بشرطیکہ محترم نہ ہوں۔

اس حدیث اور اس کی شرح نے مخالف کی پیش کردہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کر دی کہ مشرکوں کی قبریں گرائی جاویں۔ دوسرے اس لئے کہ اس میں قبر کے ساتھ فوٹو کا کیوں ذکر ہے۔ مسلمان کی قبر پر فوٹو کہاں ہوتا ہے؟ معلوم ہوا کہ کفار کی قبریں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔ تیسرے اس لئے کہ فرماتے ہیں کہ اونچی قبر کو زمین کے برابر کر دو اور مسلمان کی قبر کے لئے سنت ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے۔ اس کا بالکل پیوند زمین کرنا خلاف سنت ہے۔ ماننا پڑے گا کہ یہ قبور کفار تھیں ورنہ تعجب ہے کہ سیدنا علی تو اونچی قبریں اکھڑوائیں اور ان کے فرزند محمد ابن حنفیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر قبہ بنائیں۔ اگر کسی مسلمان کی قبر اونچی بن بھی گئی۔ تب بھی اس کو نہیں اکھیڑ سکتے کیونکہ اس میں مسلمان کی توہین ہے۔ اولاً اونچی نہ بناؤ مگر جب بن جائے تو نہ مٹاؤ۔ قرآن پاک چھوٹا سائز چھاپنا منع ہے دیکھو شامی کتاب الکراہیت۔ مگر جب چھپ گیا تو اس کو پھینکو نہ جلاؤ۔ کیونکہ اس میں قرآن کی بے ادبی ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ مسلمان کی قبر پر بیٹھنا، وہاں پاخانہ کرنا، وہاں جوتا سے چلنا ویسے بھی اس پر چلنا پھرنا منع ہے۔ مگر افسوس ہے نجدی نے صحابہ کرام کے مزارات گرائے اور معلوم ہوا کہ اب جدہ میں انگریز عیسائیوں کی اونچی اونچی قبریں برابر بن رہی ہیں۔

صدق رسول ﷺ یقتلون اھل الاسلام ویترکون اھل الاصنامo

ترجمہ: سچ فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور اہل اصنام یعنی کافروں کو چھوڑیں گے۔

ہر ایک کو اپنی جنس سے محبت ہوتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے سند لانا محض بے جا ہے وہ تو خود فرما رہے ہیں کہ میت پر اعمال کا سایہ کافی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگر میت پر سایہ کرنے کے لئے قبہ بنایا تو منع ہے۔ زائرین کے آرام کے لئے بنایا تو جائز ہے۔ عینی شرح بخاری اسی حدیث ابن عمر کے ماتحت فرماتے ہیں:

وھی الاشارۃ الی ان ضرب الفسطاط لغرض صحیح کالتستر من الشمس مثلا للا حیآء لا لا ظلال المیت فقط جازo

ترجمہ: ادھراشارہ ہے کہ قبر پرصحیح غرض کے لئے خیمہ لگانا جیسے کہ زندوں کودھوپ سے بچانے کے لئے نہ کہ میت کوسایہ کرنے کے لئے جائز ہے۔

اس کا تجربہ خود مجھ کواس طرح ہوا کہ میں ایک دفعہ دوپہر کے وقت ایک گھنٹہ کے لئے سیالکوٹ گیا۔ بہت شوق تھا کہ ملاعبدالحکیم فاضل سیالکوٹی علیہ الرحمۃ کے مزار پر فاتحہ پڑھوں۔ کیونکہ ان کے حواشی دیکھنے کا اکثر مشغلہ رہا، وہاں پہنچا قبر پرکوئی سائبان نہ تھا، زمین گرم تھی، دھوپ تیز تھی، بمشکل تمام چند آیات پڑھ کرفوراً وہاں سے ہٹنا پڑا۔ جذبۂ دل، دل ہی میں رہ گیا۔ اس دن معلوم ہوا کہ مزارات پرعمارات بہت فائدہ منت ہیں۔

تفسیرروح البیان زیرآیت اذیبا یعونك تحت الشجرۃ o (فتح:۱۸) ہے کہ بعض مغرورلوگ کہتے ہیں کہ چونکہ آج کل لوگ اولیاء اللہ کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں لہٰذا ہم ان قبروں کوگرائیں گے تاکہ یہ لوگ دیکھ لیں کہ اولیاء اللہ میں کوئی قدرت نہیں ہے ورنہ اپنی قبروں کوگرانے سے بچالیتے۔

فاعلم ان ھٰذا الصنیع کفر صراح ماخوذ من قول فرعون ذرونی اقتل موسٰی ولیدع ربہٗ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفسادo

ترجمہ: توجان لوکہ یہ کام خالص کفر ہے فرعون کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ چھوڑ دومجھ کومیں موسیٰ کوقتل کر دوں وہ اپنے خداکوبلالے میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارے دین بدل دے گا یازمین میں فساد پھیلا دے گا۔

مجھ سے ایک بارکسی نے کہا کہ اگراولیاء اللہ یاصحابہ کرام میں کچھ طاقت تھی تونجدی وہابیوں سے اپنی قبروں کو کیوں نہ بچایا؟ معلوم ہوا کہ یہ محض مردے ہیں پھران کی تعظیم وتوقیرکیسی؟ میں نے کہا کہ حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کعبہ معظّمہ میں تین سوساٹھ بت تھے اوراحادیث میں ہے کہ قریب قیامت ایک شخص کعبہ کوگرادے گا۔ آج لاہور میں مسجد شہید گنج سکھوں کا گوردوارہ بن گئی۔ بہت سی مساجد ہیں جوکہ بربادی کردی گئیں تواگرہندوکہیں کہ اگرخدا میں طاقت تھی تواس نے اپنا گھرہمارے ہاتھوں سے کیوں نہ بچالیا۔ اولیاء اللہ یاان کی مقابر کی تعظیم ان کی محبوبیت کی وجہ سے کی ہے نہ کہ محض قدرت سے۔ جیسے کہ مساجد اورکعبہ معظّمہ کی تعظیم، ابن سعود نے بہت سی مسجدیں بھی گرادیں جیسے کہ مسجد سیدنا بلال کوہ صفاپروغیرہ وغیرہ۔